www.KitaboSunnat.com

ایسا اس لئے کیا کہ ان کے غالب گمان کے مطابق ہشام رضی اللہ عنہ غلط پڑھ رہے تھے اور یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھنے کے بجائے خود ہی قراءت وضع کرلی تھی، چونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد تھا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ درپیش معاملہ پر نہ تو ان کا مواخذہ کیا اور نہ ہی انہیں ڈانٹا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ سے کہنا کَذَبْتَ یعنی تو نے جھوٹ بولا ہے، اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''انہوں نے ظن غالب کی بنا پر یہ لفظ مطلقا کہا تھا یا کَذَبْتَ سے ان کی مراد أَخْطَأْتَ ہے یعنی تو نے غلط پڑھا۔ اہل حجاز خطا پر جھوٹ کا اطلاق کرتے ہیں۔'' [فتح الباري:۱۱/۳۱]

حضرت عمرؓ کا کہنا کہ آپ ﷺ نے مجھے تو ایسے نہیں پڑھایا، دراصل حضرت عمرؓ نے اپنے ظنِ غالب سے استدلال کرتے ہوئے کہا اور سیدنا ہشامؓ کو اپنے علم کے مطابق کہا کہ وہ غلط پڑھ رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کے خیال کے مطابق حضرت ہشامؓ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، تو ہوسکتا تھا کہ انہوں نے جو آپ ﷺ سے سنا ہو اسے صحیح طرح سے یاد نہ رکھ سکے ہوں۔ ان کے برعکس حضرت عمرؓ پہلے اسلام لائے تھے اور جتنا قرآن آپؐ سے سنا، اسے زیادہ اچھی طرح یاد رکھنے والے اور اس میں زیادہ پختہ تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے تو سورۃ الفرقان آپ ﷺ سے بہت پہلے سن رکھی تھی۔ پھر اس سورہ میں جو کچھ ان کے حفظ کے علاوہ نازل ہوا، وہ اسے نہیں سن سکے تھے۔ حضرت ہشامؓ تو فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے، لہٰذا آپ ﷺ نے اس سورت کو بعد میں نازل شدہ کے مطابق پڑھا۔ ان دونوں حضرات میں یہ بات اختلاف کا سبب بنی۔ ابتداءً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے انکار کو اسی بات پر محمول کیا جانا چاہیے کہ انہیں اس واقعہ سے قبل حدیث أُنزلَ القرآنُ علی سبعةِ أحرفٍ کا علم نہیں تھا، لہٰذا انہوں نے انکار کردیا۔'' [فتح الباری:۱۱/۳۱]

آپؐ کے قول: أَرْسِلْهُ کا مطلب تھا کہ اے عمر! ہشام کو چھوڑ دیجئے۔ آپ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ مدعی علیہ یعنی سیدنا ہشام کی بات سنی جاسکے یا آپ ﷺ نے اس وجہ سے کہا تھا کہ ہشامؓ سے بھینچے جانے کی تکلیف دور ہوجائے اور وہ بآسانی قراءت کرسکیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمرؓ سے اس لئے سنا کیونکہ امکان تھا کہ غلطی خود عمرؓ کی ہوسکتی ہے۔

آپؐ کے قول: أنزل القرآن علی سبعة أحرف میں سیدنا عمرؓ کے دل کے لئے اطمینان، پختگی اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کا ازالہ تھا۔ یہ شبہات اس وقت پیدا ہوئے جب آپ نے عمرؓ اور ہشامؓ میں سے ہر دو کی قراءت کو درست قرار دیا۔ اس بات کی طرف معجم طبرانی میں موجود ایک حدیث اشارہ کرتی ہے جس میں ہے کہ عمرؓ نے ایک آدمی کی ایسی قراءت سنی جو ان کی قراءت کے مخالف تھی، جھگڑا آپ ﷺ تک پہنچا تو مذکورہ آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپؐ نے ہی مجھے یہ قراءات یوں نہیں پڑھائی؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اتنی بات کہنی تھی کہ سیدنا عمرؓ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا، جسے آپؐ بھانپ گئے، تو آپؐ نے عمرؓ کے سینے ہاتھ مارا اور فرمایا: «اَللّٰهُمَّ أَبْعِدْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ» '' اے اللہ! عمرؓ سے شیطان کو دور فرما۔ پھر فرمایا: أَنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهُنَّ شَافٍ كَافٍ» [النسائی:۹۴۱] ایک روایت میں شَافٍ كَافٍ کی جگہ صوابٌ یعنی یہ سب لہجات حق ہیں کے الفاظ ہیں۔

سبعة أحرف کے معنی کے متعلق باقی بحث اَحادیث کے بعد آئے گی۔ اِن شاءاللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کے قول: فاقرؤا ما تیسَّر منه میں قرآن مجید کو سات لہجات میں نازل کرنے کی حکمت کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اُمت محمدیہ پر آسانی اور تلاوتِ قرآن میں تخفیف ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی زبان پر جو لہجہ آسان ہو، قراءت کرتے وقت اس کی ادائیگی مشکل نہ ہو یعنی اسے پڑھتے وقت زبان دوہری ہو یا سمجھ وفہم میں کسی قسم کی مشکل پیش آئے۔

مؤلف (الشیخ العلامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

''کتب حدیث میں بسیار کوشش کے باوجود ہم عمرؓ اور ہشامؓ کے مابین سورۃ الفرقان میں ہونے والے اختلافِ لہجہ پر مطلع نہیں ہو سکے کہ وہ اَحرف سبعہ میں سے کونسا لہجہ تھا۔''

۳ عن أبیّ بن کعب رضی الله عنه أنَّ النبیَّ ﷺ کان عند أضاة بنی غفّار، فأتاه جبریل علیه السلام فقال: إن اللهَ یأمرك أن تُقرئَ أمَّتَك القرآن علی حرف فقال: أسأل اللهَ معافاتَه ومغفرتَه وإن أمتی لا تطیق ذلك، ثم أتاه الثانیة فقال: إن اللهَ یأمرك أن تُقرئ أمَّتَك القرآنَ علی حرفین فقال: أسألُ اللهَ معافاتَه ومغفرتَه وإن أمّتی لا تطیق ذلك ثم جاء ه الثالثة فقال: إن الله یأمرك أن تُقرئَ أمَّتَك القرآن علی ثلاثة أحرف فقال: أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتی لا تطیق ذلك، ثم جاء ه الرابعة فقال: إن الله یأمرك أن تُقرئَ أمتَك القرآن علی سبعة أحرف، فأیُّما حرف قرءُ وا علیه فقد أصابوا. [صحیح مسلم:۸۲۱]

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بنی غفار کے تالاب کے پاس موجود تھے کہ جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپؐ کے لئے حکم خداوندی ہے کہ اپنی اُمت کو ایک لہجہ پر قرآن مجید پڑھایئے۔ آپؐ نے فرمایا: میں اللہ سے معافی ومغفرت کا طلب گار ہوں، میری امت ایک لہجہ پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر اللہ کے حکم سے جبریل علیہ السلام دوسری مرتبہ تشریف لائے اور کہا آپ اپنی امت کو دو لہجات پر پڑھایئے۔ آپؐ نے پھر وہی بات دہرائی۔ جبریل علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اور کہا کہ آپ کے لئے اللہ کا حکم ہے کہ تین لہجات پر پڑھایئے۔ آپؐ نے پھر وہی بات دہرائی۔ جبریل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آئے اور کہا کہ آپ اپنی اُمت کو سات لہجات میں پڑھایئے۔ ان میں سے جس کے مطابق پڑھیں گے درستی کو پالیں گے۔''

بعض الفاظ حدیث کی وضاحت

الأَضاه ہمزہ کے فتحہ اور حرف ضاد کے ساتھ، اسم مقصور ہے۔ یہ لفظ متغیر اللون پانی کے لئے استعمال ہوتا ہے، جو حوض وغیرہ میں جمع ہو۔ اس کی جمع أَضاً آتی ہے، جیسے حصاۃ کی جمع حصاً آتی ہے۔ اگر یہ لفظ ہمزہ کے زیر اور مد کے ساتھ یعنی إِضاَء ہو تو اس کا معنی ٹیلہ کے ہوتے ہیں۔

أَضاہ یہ مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے اور بنی غفار کی طرف منسوب اس لئے ہے کہ وہ اس کے پاس رہتے تھے۔

قولہ: أیُّما قرء وا علیه فقد أصابوا کے حوالے سے امام نووی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''آپ ﷺ کی اُمت کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان سات لہجات سے تجاوز کرے۔ ان کے لئے انہی سات لہجات میں اختیار ہے۔ انہی حدود میں رہتے ہوئے ان لہجات کو مابعد والوں تک پہنچانا ان کی ذمہ داری اور ان پر واجب ہے۔'' [شرح مسلم:۶/۳۴۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ عن أبیّ بن کعب رضی الله عنه قال: کنت فی المسجد فدخل رجل یصلی فقرأ قراء ة أنکرتُها علیه، ثم دخل آخر فقرأ قراء ة سوی قراء ة صاحبِه. فلمَّا قضینا الصلوةَ دخلنا جمیعا علی رسول الله ﷺ فقلت إنَّ هذا قرأ قراء ة أنکرْتُها علیه ودخل آخر فقرأ سوی قراء ة صاحبِه، فأمرهما رسولُ الله ﷺ فقرءَا فحسَّنَ النبیُّ ﷺ شأنهما، فسَقَطَ فی نفسی من التکذیب ولا إذ کانت فی الجاهلیة، فلمّا رَأیٰ رسولُ اللهِ ﷺ ما قد غشِینی ضرب فی صدری فَفِضْتُ عَرَقًا، وکأنَّما أنظرُ إلی اللهِ فرقًا فقال لی: یا أبیُّ أُرسِلَ إلیّ أن أُقرأَ القرآنَ علی حرف، فردِدتُّ إلیه أنْ هوِّنْ علی أمتی فردَّ إلیَّ الثانیة أُقرأُه علی حرفین، فرددتُّ إلیه أن هوِّن علی أمّتی فردَّ إلیَّ الثالثة أُقرأه علی سبعة أحرف، ذلك بکلِّ رِدَّةٍ رددتُکَها مسئلةً تسألنِیها فقلت: اللّٰهمَّ اغفر لأمتی، اللهم اغفر لأمتی، فأخَّرتُ الثالثة لیوم یرغب إلیَّ الخلقُ کلُّهم حتی إبراهیم علیه السلام. [صحیح مسلم:۸۲۰]

وفی بعض طرق هذا الحدیث: واختبأْتُ الثالثة شفاعة لأمتی یوم القیامة.

''ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے ایسی قراءت کی جس پر میں نے تعجب کیا۔ پھر ایک اور آدمی آیا جس نے اس سے بھی مختلف قراءت کی۔ جب ہم نے نماز ادا کرلی تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اس نے ایسی قراءت کی ہے جو میں نہیں جانتا تھا اور دوسرے نے اس سے بھی مختلف تلاوت کی۔ آپؐ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے پڑھا تو آپؐ نے ہر ایک کی قراءت کو سراہا۔ میرے دل میں ایسا وسوسہ پیدا ہوا، جو کبھی دورِ جاہلیت میں بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ نے میری اس کیفیت کو دیکھا تو میرے سینے میں ہاتھ مارا، مارے خوف کے میرے تو پسینے چھوٹ گئے اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابیؓ! اللہ تعالیٰ نے میرے پاس فرشتے کو بھیجا، تاکہ میں ایک لہجہ پر قرآن پڑھوں، میں نے مطالبہ کیا کہ میری اُمت پر آسانی کیجئے۔ فرشتہ پھر دوسری مرتبہ آیا اور کہا دو لہجات پر اُمت کو پڑھایئے۔ میں نے پھر وہی مطالبہ کیا۔ جب تیسری مرتبہ فرشتہ آیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو سات لہجات میں قرآن مجید پڑھایئے اور ہر ہر مطالبہ کے عوض آپ کو ایک سوال (دعا) کرنے کی اجازت ہے۔ میں نے کہا کہ اے اللہ! میری اُمت کو معاف فرمادے، اے اللہ میری اُمت کو معاف فرمادے۔ تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لئے محفوظ کررکھا ہے، جب تمام مخلوق بشمول ابراہیم علیہ السلام میری طرف پلٹیں گی۔ اس روایت کو امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے نقل کیا ہے۔ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں کہ تیسری دعا کو میں نے اپنی امت کی روزِ قیامت سفارش کے لئے مؤخر کررکھا ہے۔''

بعض الفاظ حدیث کی وضاحت

حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دونوں آدمیوں سے سوال کیا کہ تمہیں یہ قراءت کس نے پڑھائی ہے؟ تو ہر ایک نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے۔ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چلو میرے ساتھ، آپؐ کے پاس چلتے ہیں۔ تینوں آپؐ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ہر ایک کی قراءت کی تحسین فرمائی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپؐ نے ہر ایک کے لئے أَحْسَنْتَ اور أَصَبْتَ یعنی تو نے اچھا کیا، تو نے سنت طریقہ کو پالیا، کے الفاظ استعمال کئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ کہ آپ ﷺ نے اختلافِ قراءت کے باوجود ہرایک کی قراءت کوصحیح قرار دیا۔تو میرے دل میں ایسا شبہ پیدا ہوا، جوکبھی جاہلیت کے دور میں بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ [سنن النسائی:۹۴۱]

جملہ: سقط فی نفسی من التکذیب......الخ میں من التکذیب جار مجرور ہو کر متعلق ہے محذوف کلمہ ما کے، اور یہی کلمہ ما ، سقط فی نفسی کا فاعل ہے۔مراد یہ ہے کہ ایسا جھوٹ نہ تو ایام ایمان میں اور نہ ہی دورِ جاہلیت میں میرے دل میں کبھی پیدا ہوا تھا۔چنانچہ اس جملہ کی اصل عبارت یوں ہے: فسقط فی نفسی من التکذیب ما لم یحصل لی وَقْتًا مَا، ولا وقت کنت فی الجاهلية،تو صحابی کے قول میں ما ، سقط کا فاعل ہے،اور من التکذیب یہ جار مجرور مل کر فاعلِ محذوف مَا اور اس کے بیان کے متعلق ہے،اور ولا إذ میں واؤ عاطفہ ہے۔ لا ، لم سے حاصل شدہ نفی کی تاکید کے لئے اور إذ ظرف زمان بمعنی فعل ماضی ہے،اور اس کا معطوف علیہ وقتاً مقدر ہے۔

بعض روایات میں ہے:

"فدخل فی نفسی من الشكِّ والتكذيب أشدُّ ممّا كنت فی الجاهلية"

''یعنی ایسی شدت کے ساتھ میرے دل میں شک اور جھوٹ نے جنم لیا جو دورِ جاہلیت میں بھی نہ تھا۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس جملہ کے معنی کے متعلق فرماتے ہیں:

''شیطان نے میرے دل میں آپ ؐ کی نبوت کے بارے میں اس قدر سخت وسوسہ ڈالا جو کبھی جاہلیت میں بھی نہیں آیا تھا، کیونکہ قبل از اسلام تو محض غفلت یا شک تھا، لیکن اب شیطان نے گویا نبوت کا قطعی طور پر جھوٹا ہونا میرے دل میں بٹھا دیا۔'' [شرح مسلم:۶/۳۴۳]

اس بابت یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے دل میں شیطانی وسوسہ اور بہکاوا آیا تھا جو زیادہ دیر نہ چل سکا، کیونکہ صحابہ کرامؓ کی قوت ایمانی کے سامنے اس قسم کے شبہات اور وساوس کی جتنی بھی آندھیاں آتی تھیں صحابہ کے مضبوط ایمان کے سامنے وہ اپنی شدت کو کھو دیتیں۔ یہ بات تو واضح ہے کہ شیطانی کچوکے اور دل میں اٹھنے والے خیالات پر انسان کا مواخذہ اور محاسبہ اس وقت تک نہیں کیا جائے گا، جب تک وہ انہیں تسلیم نہ کرے یا ان شبہات کے مطابق عمل نہ کرلے، بلکہ اسے چاہئے کہ ان خیالات وشبہات کو اپنے دل و دماغ سے نکالنے کی کوشش کرے۔

اس حوالے سے امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شیطان نے اس لیے بہکانا چاہا تا کہ وہ ان پر ان کی حالتِ ایمانی کو خلط ملط کر سکے اور قراءات کی اہمیت کو دھندلا کر سکے۔ جب آپ ؐ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو ان کے سینے پر ہاتھ مارا. اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ روشنی سے منور فرمادیا، یہاں تک کہ وساوس کے تمام بادل چھٹ گئے اور قراءات کے معارف کے متعلق آپ کا سینہ کھل گیا۔جب ان کے لئے اس وسوسہ کی برائی ظاہر ہوئی تو ان پر اللہ کا خوف طاری ہو گیا اور اللہ سے حیاء کی وجہ سے ان کے پسینے چھوٹ گئے۔ یہ وسوسہ بھی ان وساوس کے قبیل سے تھا جن کے متعلق صحابہ کرامؓ آپ ؐ سے سوال کرتے تھے کہ ان کے دلوں میں ایسے وسوسے اٹھتے ہیں، جنہیں دوسروں سے بیان کرتے ہوئے بھی وہ ڈرتے ہیں،تو آپ ؐ نے پوچھا کہ کیا واقعی ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں؟ تو صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ؐ نے فرمایا یہ مضبوط ایمان کی نشانی ہے کہ جہاں ایسا ایمان ہو وہیں دشمن نقب لگانے کی کوشش کرتا ہے۔'' [تفسیر قرطبی:۱/۴۹]

قوله: فلمَّا رأى رسولُ الله ﷺ ما قد غشيني ففضت عرقاً كأنما أنظر إلى الله فرقاً کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب آپ ﷺ نے اس مذموم وسوسے کو ابیؓ کے چہرے سے جانچ لیا، تو ان کے سینے پر ہاتھ اسلئے مارا تاکہ وسوسہ دور ہو جائے۔ فَرَقًا، الْفَرَق سے ہے، جس کا معنی ہے: رعب، خوف اور گھبراہٹ۔'' [شرح صحیح مسلم: ۶/۳۴۳]

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابیؓ ایمان و یقین میں کامل ترین صحابہ میں سے تھے۔ جب آپؐ نے ان پر یہ شیطانی وسوسہ دیکھا تو آپؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکت کی وجہ سے یہ حالت اور کیفیت حضرت ابیؓ کے پسینے چھوٹنے کے ذریعے جاتی رہی، دوبارہ حالتِ ایمان کی طرف پلٹے اور اللہ سے خوف اور شرمندگی اس لئے محسوس کی کہ مذکورہ وسوسہ شیطانی تھا۔''

حضرت ابیؓ سے مروی حدیث کے بعض طرق کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

"فوجدتُّ في نفسي وسوسة الشيطان حتى احمرَّ وجهي"

''میرے دل میں ایسا زبردست وسوسہ آیا کہ میرے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھتے ہوئے میرے سینے میں مارا اور دعا کی:

''اے اللہ! ابیؓ سے شیطان کو دور فرما دے۔''

اور بعض روایات میں یوں الفاظ ہیں: ''اے اللہ! ابیؓ سے شک کو دور فرما دے۔''

قولہ: فرددتُّ إليه أن هوِّنْ على أُمَّتي میں سوال دہرانے کی وضاحت ہے، جس کی تفصیل دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے: «أسأل الله معافاته و مغفرته» [صحیح مسلم: ۸۲۱]

''میں اللہ سے معافی اور مغفرت کا طلبگار ہوں۔''

اس حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے تیسری مرتبہ کہا کہ سات لہجات میں پڑھائیے، جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ یہ بات جبریل علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ کہی تھی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات اختصار کی غرض سے تکرار حذف کر دیا جاتا ہے۔

قولہ: وذلك بكل رِدة رددتكها مسالة تسألنيها کے حوالے سے امام نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

''اس کا معنی ہے کہ یہ دعائیں تو یقینی طور پر قبول کر لی گئیں ہیں، جبکہ دیگر دعاؤں کی قبولیت کی امید تو کی جا سکتی ہے لیکن ان کی مقبولیت ضروری نہیں۔'' [شرح مسلم: ۶/۳۴۴]

واضح رہے کہ حضرت ابیؓ نے اپنے ساتھی کی جس قراءت پر انکار کیا تھا، وہ سورۃ النحل کی آیات تھیں، لیکن بہت کوشش کے باوجود ہمیں علم نہیں ہو سکا کہ وہ کون سی آیات تھیں۔

⑤ عن أبيِّ رضي الله عنه قال لقي رسول اللهِ ﷺ جبريلَ فقال: يا جبريلُ! إني بعثت إلى أمّة أميين فيهم العجوز والشيخ الكبير والغلام والجارية والرجل الذي لم يقرأ كتابا قطُّ، قال يا محمَّد ﷺ! إن القرآن أنزل على سبعة أحرف.

[سنن الترمذی: ۲۹۴۴ و قال حديث حسن صحيح]

''حضرت ابیؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا، میں تو اَن پڑھ لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں، ان میں غلام، لونڈیاں، بوڑھے، کمزور اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کبھی کتاب پڑھ کے نہیں دیکھی۔ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد ﷺ! قرآن سات لہجات میں نازل کیا گیا ہے۔ امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اسے نقل کیا ہے اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔''

بعض اَلفاظ حدیث کی وضاحت

اُمّیین یہ اُمّی کی جمع ہے، اور اُمّی ایسے شخص کو کہتے ہیں جو پڑھ لکھ نہ سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ ......﴾[الجمعة:٢]

''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس نے اَن پڑھ لوگوں میں رسول بھیجا، جو ان پر آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا ہے۔''

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:«إِنَّا أمّة أُمِّيَّة لا نكتب ولا نحسب»[صحیح البخاری:١٩١٣]

''ہم ایسی قوم ہیں کہ نہ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں اور نہ ہی حساب وکتاب کرنا۔''

مطلب یہ ہے کہ وہ ماؤں کی کوکھ سے ہی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے (اور اب بھی وہ اپنی اس عادت کے مطابق اَن پڑھ ہیں۔) آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس طرح کے اَن پڑھ، ناخواندہ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اگر انہیں ایک ہی لہجہ و زبان کا پابند کردیا گیا، تو یہ معاملہ تلاوتِ قرآن میں گراں گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآن سے دوری اور اس کی قراءت سے نفرت کا سبب بن جائے گا۔

اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

فمُرْهُمْ فَلْيَقْرَءُوا القرآن علىٰ سبعة أَحْرُفٍ . [مسند احمد:١٣٢/٥]

''انہیں حکم دیجئے کہ قرآن مجید سات لہجات میں پڑھ لیں۔''

اس میں اُمت کے لئے رحمت اور آسانی ہے کہ جس کے لئے جو لہجہ آسان ہو اسی کے مطابق پڑھ لیا کرے۔

٦ عن أَبِي قيسٍ مولى عمرو بن العاص رضي الله عنه أن رجلا قرأ آية من القرآن فقال له عمرو إنّما هي كذا وكذا بغير ما قرأ الرجلُ فقال الرجل هكذا أقرأنيها رسول الله ﷺ فخرجا إلى رسول الله ﷺ ذحتى أتياه فذكرا ذلك له فقال ﷺ: إن هذا القرآن نزل على سبعة أحرف ، فأَيَّ ذلك قرأتم أصبْتم ، فلا تماروا فى القرآن فإنَّ المراء فيه كفر .

[مسند أحمد:٢٠٤/٤]

''حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے غلام ابوقیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے قرآن کریم کی ایک آیت کی تلاوت کی، تو عمرو بن عاصؓ نے فرمایا: یہ اس طرح تو نہیں ہے۔ آدمی نے کہا کہ مجھے تو آپ ﷺ نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے اور معاملہ گوش گزار کیا، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ قرآن سات لہجات میں نازل کیا گیا ہے۔ ان میں سے جس کے مطابق بھی پڑھو ٹھیک ہے۔ سنو! تم قرآن کریم میں جھگڑا مت کرو، کیونکہ قرآن مجید میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

امام ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نتیجہ کے اعتبار سے اس حدیث میں کوئی اختلاف نہیں، بلکہ اختلاف محض لفظی ہے، کیونکہ ایک آدمی نے ایک حرف پر قراءت کی تو دوسرے نے اس کا انکار یا اس سے اختلاف کیا، حالانکہ ان دونوں میں سے ہر قراءت اختلاف کے باوجود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متلو اور مقروء ہے۔ تو جب کوئی اپنے ساتھی کی ثابت شدہ اور غیر منسوخہ قراءت کا انکار کرتا ہے، تو اس پر کفر اس لئے لازم آتا ہے کہ اس نے نبی کریمؐ پر نازل شدہ ایک قراءت (لہجہ) کا انکار کر دیا۔''

اس حدیث کے بعض طرق میں الفاظ آئے ہیں: فانَّ مراءً فیهِ کُفْرٌ، تو ان الفاظ میں 'مراءً' کا نکرہ ہونا اس بات کو باور کروا رہا ہے کہ قرآن میں ہلکے سے ہلکا اور چھوٹے سے چھوٹا یعنی ادنیٰ درجہ کا جھگڑا بھی، خصوصا قراءات قرآنیہ کی قبولیت کے باب میں، کفر ہے۔

٧ عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال:« نزل القرآن علی سبعة أحرف والمراء فی القرآن كفر ـ ثلاث مرات ـ فما عرفتم منه فاعلموا وما جهلتم منه فردّوه إلی عالمه . أی فتعلَّموه ممَّنْ هو أعلم منكم . » [مسند أحمد:٣٠٠/٢]

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ لہٰذا اس میں جھگڑا مت کرو۔ اس میں جس بات کا علم ہو اس پر عمل کر لو اور جس کے بارے میں علم نہ ہو اسے اپنے سے بڑے عالم قرآن کے پاس لے جاؤ، تاکہ سمجھ سکو، یعنی جو تم سے زیادہ جانتا ہے اس سے سیکھ لو۔''

٨ عن ابن مسعود رضی الله عنه قال أقرأنی رسولُ الله ﷺ سورةً من آل حم ، فرُحْتُ إلی المسجد فقلت لرجل اقرأها فإذا هو يقرأ حروفا ما أقرأها فقال أقرأنيها رسول الله ﷺ فانطلقنا إلی رسول الله ﷺ فأخبرناه فتغيَّر وجهُه فقال إنَّما أهلك من كان قبلكم الاختلافُ، ثم أسرَّ إلی علیّ شيئا فقال علیّ إن رسول الله ﷺ يأمركم أن يقرأ كل منكم كما عُلِّمَ، قال فانطلقْنا وكل رجل منا يقرأ حروفا لا يقرأها صاحبه .

[مستدرك الحاكم:٢٢٣/٢]

''حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے حم والی سورتوں میں سے کوئی سورت سکھائی، میں مسجد میں گیا اور ایک آدمی سے کہا کہ وہی سورت پڑھو۔ جب اس نے پڑھنا شروع کیا تو وہ ایسے حروف (لہجات) میں پڑھنے لگا جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ جب میں نے کہا کہ تو نے یہ کہاں سے پڑھے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہی ایسے پڑھایا ہے۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور معاملہ بیان کیا، تو غصہ کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا: تم سے پہلوں کو اسی اختلاف نے ہلاک کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے علیؓ سے سرگوشی فرمائی۔ حضرت علیؓ نے لوگوں مخاطب ہو کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جیسے تمہیں پڑھایا جاتا ہے، ویسے ہی پڑھو۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پھر ہم وہاں سے چل دیئے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی قراءت کے علاوہ قراءات میں پڑھتا تھا۔''

٩ عن زيد بن أرقم رضی الله عنه قال جاء رجل إلی رسول الله ﷺ فقال أقرأنی ابن مسعود سورة أقرأنيها زيد وأقرأنيها أبی بن كعب فاختلفَتْ قراء تُهم فبقراء ة أيِّهم آخذُ؟ فسكتَ رسول الله ﷺ وعلیٌّ إلی جنبه فقال علیّ ليقرأ كل إنسان منكم كما عُلِّم فإنه حسن جميل . [معجم الكبير للطبرانی:٤٩٣٨]

''حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایک ہی سورت تین اشخاص یعنی ابن مسعود، ابی بن کعب اور زید رضی اللہ عنہم نے پڑھائی، لیکن ہر ایک کی قراءت مختلف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مجھے بتائیے کہ میں کس کی قراءت کے مطابق پڑھوں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ حضرت علیؓ جو آپؐ کے پہلو میں تشریف فرما تھے، نے کہا جیسے ہر انسان کو سکھایا گیا ہے، وہ ویسے ہی پڑھے۔ یہ تمام انداز خوب اور اچھے ہیں۔''

یہ تمام اَحادیث کثرت طرق اور مجموعی لحاظ سے حدیث سبعہ أحرف کے تواتر پر دلالت کرتی ہیں۔

حافظ ابویعلی الموصلی رحمہ اللہ نے 'مسند کبیر' میں نقل کیا ہے:

''ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر رسول ﷺ پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص کھڑا ہو جائے، جس نے حدیث سبعہ اَحرف رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ مجمع سے اس قدر لوگ کھڑے ہوئے کہ ان کا شمار مشکل تھا۔ تب حضرت عثمانؓ فرمانے لگے کہ میں بھی اس بات پر گواہ ہوں کہ واقعتاً آپؐ نے یہی فرمایا تھا: «إن هذا القرآن أنزل علی سبعة أحرف کلها شاف کاف» [سنن النسائی:۹۴۱]

راوی کا یہ کہنا: فقاموا حتی لم یحصوا یعنی لوگوں کی اَن گنت تعداد کھڑی ہوگئی، اس حدیث کے متواتر ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حفاظِ حدیث کی بہت بڑی جماعت بشمول امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ وغیرہ نے حدیث ِسبعة أحرف کو متواتر اَحادیث میں شمار کیا ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ 'الاتقان' میں فرماتے ہیں:

''حدیث: أنزل القرآن علی سبعة أحرف کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت، جس میں مندرجہ ذیل ۲۱ صحابہ کرام شامل ہیں، نے نقل کیا ہے:

① حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
② حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
③ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
④ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
⑤ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
⑥ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ
⑦ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
⑧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
⑨ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
⑩ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
⑪ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
⑫ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ
⑬ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
⑭ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
⑮ حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ
⑯ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ
⑰ حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ
⑱ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
⑲ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ
⑳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
㉑ حضرت اُم ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا [الاتقان:۹۲/۱]

مذکورہ اَحادیث کا ماحصل اور فوائد ونتائج

مذکورہ احادیث سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① تمام قراءات حق وصواب ہونے میں برابر ہیں۔جس نے ان میں سے کوئی ایک قراءت بھی پڑھی، اس نے درستگی کو پالیا۔

اس سلسلہ میں آپﷺ کے مندرجہ ذیل فرامین گرامی پیش کیے جاسکتے ہیں:

◉ فأيُّما حرفٍ قرء وا فقد أصابوا . [صحیح مسلم:۸۲۱]

◉ فأيَّ ذلك قرأتم أصبتم . [مسند احمد:۲۰۴/۴]

◉ أَصَبْتَ .

◉ أَحْسَنْتَ . [سنن النسائی:۹۴۱]

◉ فَحَسَّنَ الرَّسُوْل ﷺ شأنهما . [صحیح مسلم:۸۲۰]

◉ عمرؓ اور ابیؓ نے جب ایک دوسرے کی قراءت کی مخالفت کی تو آپﷺ نے ان کی مخالفت کو درست قرار نہیں دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اختلاف قراءت درست اور منزل من اللہ تھا۔اس سلسلہ میں نبی کریمﷺ کے ابیؓ کے سینہ پر ضرب لگانے سے بھی دلیل لی جاتی ہے، جب ان کے لئے اختلاف قراءات کو ہضم کرنا مشکل ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام واضح اور غیر مبہم دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ منزل حروف میں سے ہر ہر حرف کی قراءت جائز اور حق ہے۔

② متنوع قراءات اختلافات کے باوجود منزل من اللہ ہیں، رسول اللہﷺ سے انہیں بطریق تلقّی و مشافہت حاصل کیا گیا ہے۔اختلاف قراءات کے معاملہ میں انسانوں میں سے کسی کو کچھ دخل نہیں۔کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ایک عبارت کی جگہ دوسری عبارت، ایک لفظ یا اس کا مترادف یا اس کے برابر کا کوئی حرف پڑھے۔اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

◉ آپﷺ نے قراءت میں مخالفت کرنے والے ہر شخص کی قراءت کے متعلق فرمایا: كذلك أنزلت .

[صحيح البخاري:۲۴۱۹،۵۰۴۱]

◉ مخالفت کرنے والے کا اپنے ساتھی سے کہنا: أقرأَنِيْهَا رسول الله [ایضا]

◉ آپﷺ کا ہر ایک کو اس قراءت پر ثابت رکھنا بھی اس بات کے دلائل میں سے ہے۔

اگر ہر ایک کو اجازت دی جاتی کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جو لفظ چاہے پڑھ لے، تو اس سے قرآن کریم کی قرآنیت باطل ٹھہرتی، کیونکہ قرآن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔اگر ہر ہر فرد کو اپنی خواہش نفس کی اجازت دی جاتی تو قرآن کریم کا اعجاز ختم ہوجاتا۔مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ کا ابطال لازم آتا۔

③ مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اختلافِ قراءات کو لڑائی جھگڑے کا موضوع بنائیں یا اس کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کے متعلق شور وغوغا کریں۔اسے جھٹلائیں یا اس میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل کرنے کا مقصد اُمت اِسلامیہ پر رحمت، آسانی اور نرمی کرنا تھا، چنانچہ یہ جائز نہیں کہ اس آسانی کو تنگی، اس وسعت کو تنگ دامنی اور اس عطیہ خداوندی کو آزمائش اور مشقت میں تبدیل کیا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

- عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت، جس میں ہے کہ
فلا تماروا فی القرآن فانَّ المراء فیه کفر . [مسند احمد:۲۰۴/۴]
''قرآن میں جھگڑا مت کرو، کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

- اختلافِ قراءات کے موقع پر آپؐ نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:
«إنَّمَا أهلك من كان قبلكم الاختلاف»[مستدرك حاكم:۲۲۳/۲]
''تم سے پہلوں کو اسی اختلاف نے تباہ کیا۔''

④ اَحرفِ سبعہ سے مراد اداء اور پڑھنے سے متعلق قرآنی الفاظ کا اختلاف ہے، نہ کہ تفسیر یا معانی کے سات مختلف انداز۔اس بات کی دلیل آپؐ کے مندرجہ ذیل فرامین ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا:«أنزل القرآن علی سبعة أحرف» [مسند أحمد:۱۱۴/۵]
''قرآن کریم سات مختلف اَسالیب تلاوت پر نازل کیا گیا ہے۔''
اس حدیث میں حروفِ سبعہ سے مراد سات مختلف پڑھنے کے اَسالیب ہیں۔

* اس حدیث میں لفظ 'احرف' مجاز مرسل کے قبیل سے ہے۔یہاں جزء (حرف) بول کر کل (کلمات قرآنیہ جو مختلف قراءات پر مشتمل ہیں) مراد لیا گیا ہے۔ان دونوں میں تعلق، جزئیت وکلیت کا ہے، جیسے رقبہ (گردن) بول کر مکمل غلام، عین (آنکھ) بول کر پورا آدمی (جاسوس) مراد لیا جاتا ہے۔ مزید برآں جیسے سبعہ اَحرف بول کر مراد مختلف فیہ کلمات قرآنیہ ہیں، اسی طرح مختلف فیہ کلمات میں سے مراد حروفِ مختلفہ ہیں، نہ کہ کلمہ کے تمام حروف۔کلمہ مختلف فیہا کے متعین حروف میں اختلاف بسا اوقات رفع، نصب، جر کا ہوتا ہے اور بعض اوقات غیب وخطاب اور نقص وزیادتی وغیرہ کا ہوتا ہے۔

* حضرت عمرؓ کے قول کے ضمن میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ انہوں نے پہلے فرمایا: وهو یقرأ علی حروف کثیرة، پھر بعد ازاں اسی اختلافِ حروف کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: فقرأ علیه القراء ة التی سمعته یقرأ۔آپ نے نوٹ فرمایا کہ پہلے آپؓ نے 'علی حروفٍ' کہا، پھر انہی حروف کو 'القراء ة' سے تعبیر فرمایا؟ جیسا کہ قراءات کی لغوی تعریف میں یہ بحث گزری ہے کہ:
بأن القراء ة هی عبارة عن لفظ الاحرف مجموعًا . ''قراءت حروف کے مجموعے پڑھنے کو کہتے ہیں۔''

* اسی طرح حضرت ابیؓ کا بیان ہے:فقرأ قرآء ة أنكرتُها علیه . [صحیح مسلم:۸۲۰]
''انہوں نے ایسی قراءت کی، جس پر میں نے تعجب کیا۔''

حالانکہ قرآن کریم کے مختلف قراءتوں میں نازل ہونے کے لئے حدیث میں لفظ 'اَحرف' استعمال ہوا ہے، جبکہ ابیؓ نے جب آپ ﷺ کے سامنے معاملہ پیش کیا تو کہا:
" إنَّ هذا قرأ قراء ة سوی قراء ة صاحبه "[صحیح مسلم:۸۲۰]
''اس نے اپنے ساتھی کی قراءت کے علاوہ کوئی دوسری قراءت پڑھی ہے۔''

اس تقریر اور بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ حدیث میں 'حروف' سے مراد معانی ومطالب کے بجائے قراء ۃ اور تلاوت سے متعلقہ پڑھنے کے سات اسالیب مراد ہیں، جو نبی کریمؐ نے جبریل علیہ السلام سے دور کرتے ہوئے اخذ فرمائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ حروف آئمہ سبعہ یا عشرہ کی قراءات میں موجود ہیں۔

رہا یہ کہ ان آئمہ کی طرف ان قراءات کی نسبت کی کیا وجہ ہے؟ تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نسبت تو محض اختیاری ہے، کیونکہ انہوں نے ان حروف کو اختیار کیا، ان میں مہارت حاصل کی، انہی کے پڑھنے پڑھانے میں اپنی زندگیاں کھپادیں، وہ مرجع خلائق بنے، لوگ ان سے قراءات حاصل کرتے تھے، یوں قراءات کی نسبت ان کی طرف ہونے لگی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ان ائمہ کی طرف قراءات کی نسبت مذکورہ قبیل سے ہے، نہ کہ اس لئے کہ انہوں نے قراءات کو اپنی مرضی سے گھڑ کر لوگوں میں پھیلا دیا۔

⑤ صحابہ کرامؓ نے جو کچھ آپؐ سے اَخذ کیا، وہ اسی تک محدود رہے، نہ کہ ہر وہ وجہ پڑھنے لگے جو عربیت کے موافق تھی۔

اس بات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

* حضرت ہشام بن حکیمؓ نے فرمایا: "أقر أنيها رسول الله ﷺ" [صحیح البخاری: ۲۴۱۹، ۵۰۴۱]
''یہ قراءت مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی۔''

* حضرت عمرؓ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں: "سمعت هذا يقرأ ...... لم تقرأنيها" [صحیح البخاري: ۶۹۳۶]
''میں نے ان سے ایسی قراءت سنی ہے، جو آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائی۔''

* صحابی رسول کا یہ سوال دیکھیں: مَن أقرأك هذا؟ [صحیح مسلم: ۵۰۴۱] ''یہ قراءت تجھے کس نے پڑھائی؟''

* حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یوں سوال کیا: "أو لم تقرئيني كذا وكذا"
''کیا آپؐ نے مجھے ایسے ایسے نہیں پڑھایا تھا؟''

⑥ اَحرفِ سبعہ کی رخصت مدینہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی تھی، نہ کہ مکہ مکرمہ میں۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں: لقی جبرئیلؑ النبیؐ ﷺ عند أضاة بنی غفار۔ [صحیح مسلم: ۸۲۱]
''جبرئیلؑ آپ ﷺ سے بنی غفار کے تالاب کے پاس ملے۔''

أضاة بنی غفّار مدینہ میں واقع ایک مقام کا نام ہے۔ اس تالاب کی بنی غفار کی طرف نسبت کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کے قریب رہتے تھے۔ [فتح الباری: ۲۸/۹، معجم از بکریؒ: ۱۶۴/۱، المشارق از قاضی عیاضؒ: ۴۷/۱، وفاء الوفاء از سمہودیؒ: ۷۵۷/۲ تا ۷۵۹]

اِمام یاقوتؒ نے اسے قطعیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ [معجم البلدان: ۲۱۴/۱]

⑦ سبعہ اَحرف میں سے جس حرف کے مطابق پڑھا جائے ٹھیک ہے، کیونکہ تمام حروف قرآن کریم ہیں۔ اس بات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

* آپ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:
«فأيّما حرف قرء وا عليه فقد أصابوا» [صحیح مسلم: ۸۲۱]
''وہ جس حرف کے مطابق بھی پڑھیں گے درستگی کو پالیں گے۔''

* اسی طرح ہشام، عمر، ابی رضی اللہ عنہم اور ان کے مخالفین کی قراءات اس بات کے صریح دلائل میں سے ہیں۔ خصوصاً آپ کا یہ فرمانا: «أنزل القرآن على سبعة أحرف» غور فرمائیں کہ آپ کے مطابق (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) نزول قرآن سات انداز پر ہوا ہے۔ ❑

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ